© rasailojaraid.com

مراد آبادی، حفیظ جالندھری، شہرت بخاری، مرزا محمد منور، حفیظ تائب، حافظ لدھیانوی، انور مسعود، پروفیسر رشید احمد صدیقی، حکیم احمد شجاع، علامہ صدیقی، ڈاکٹر برہان احمد فاروقی، نذیر نیازی، سید قاسم محمود۔ پھر اسلامیہ کالج گوجرانوالہ کے پروفیسروں کا ذکر چلتا ہے، کچھ شاگردوں کا بھی۔ پھر گوجرانوالہ کے شعرا آتے ہیں۔ اکثر جانے پہچانے اور قریبی ہیں۔ خاصی تعداد ہے۔ ان سب حضرات کے حالات اس طرح لکھے گئے ہیں کہ جیسے کہانیوں کے ٹکڑے پھیلے ہوئے ہیں، بہت سی معلومات اور کچھ لطائف، کچھ اشعار۔

قاروں نے راستے میں لٹایا خزانہ کیا

اصل مضمون "میرا نظریہ ادب" ہے جو سرمایہ حیات کا ایک بڑا حصہ ہے۔ خوب لکھا ہے:

اگر مجموعی حیثیت سے دیکھا جائے تو ادب ایک ہمہ گیر قانون ہے جو کہ ایک تہذیب کا ناگزیر حصہ ہے۔ ادب نہ تو محض واردات قلبی کا نام ہے، نہ محض بیرونی انفعال انسانی کا۔ بلکہ یہ دونوں پر پوری طرح حاوی ہے۔ ادب معمار تمدن بھی ہے اور تعمیر تمدن بھی۔

اور ایک چھوٹا سا جملہ ہم چھوڑ آئے ہیں:

جمالیاتی شعور کو اجاگر کرنا، اس میں توازن، ہم آہنگی اور معیاری لطافت پیدا کرنا ادب ہے۔ ضمیر کو نفس امارہ پر بالادستی عطا کرنا، مذاق سلیم کی جلا کرنا، تہذیب و تمدن کے معیار کو بلند کرنا اس کا فرض منصبی ہے۔ ادب ہماری زندگی کے ایک ایک گوشے میں جھانکتا ہے۔ یہ ہماری خوشی کا بھی ساتھی ہے اور غم کا بھی۔

اور:

میں فن کی آڑ لے کر اسلامی اصول زندگی اور اصول اخلاق سے ہرگز انحراف نہیں کرنا چاہتا۔

(نعیم صدیقی)

عالمی تحریک اسلامی کے عظیم قائدین، حصہ اول: از افتخار احمد۔ ناشر: المیزان پبلشرز، المعصوم ٹاؤن، فیصل آباد۔ صفحات ۲۲۴۔ قیمت پیپر بیک ۱۱۰ روپے۔ لائبریری ایڈیشن ۱۵۰ روپے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

پروفیسر افتخار احمد کا نام پاکستان میں اخوان المسلمون پر لکھنے والے کی حیثیت سے تحریکی حلقوں میں جانا پہچانا ہے۔ زیر نظر کتاب (جس کا دوسرا متوقع حصہ پاک و ہند کے قائدین کے تذکرے پر مشتمل ہو گا) کی پندرہ شخصیات میں سے سات کا تعلق اخوان المسلمون مصر سے ہے۔ ان کے علاوہ حسن ترابی (سوڈان)، نجم الدین اربکان (ترکی)، راشد الغنوشی (تیونس)، عزت بیگووچ (بوسنیا)، اسماعیل فاروقی (امریکا) اور فلسطین سے متعلق امین الحسینی، شیخ احمد یٰسین اور عزالدین القسام کا ذکر ہے۔ (جہاد فلسطین کی بنیاد ڈالی)۔ الجیریا کی عدم موجودگی محسوس ہوتی ہے۔ یہ ان شخصیات پر تحقیقی مطالعے نہیں بلکہ تذکرے ہیں جن میں اصل ماخذ سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔ مطالعے سے حالات سے آگاہی ہوتی ہے اور ایمان میں اضافہ۔ حسن البنا شہید، عبد القادر عودہ شہید، سید قطب شہید (شہدا کا کیا عالی مرتبت سلسلہ ہے) اور زینب الغزالی کے تذکرے سے اس دور کے یاد تازہ ہو گئی اور ذہن میں دو سوال ابھرے۔ اول یہ کہ جمال ناصر جیسے جابر حکمرانوں کو ایسے کارندے کیسے مل جاتے ہیں جو اپنی قوم کے بہترین نیک لوگوں پر (جو بلا شبہ زمین کا نمک تھے) ایسے مظالم ڈھائیں جنھیں پڑھنے کا بھی یارا نہیں ہوتا۔ دوسرے یہ کہ اب یہ کیا ہو گیا ہے کہ الجیریا، مصر اور معلوم نہیں کہاں کہاں، اسلام کا نام لینے پر سلسلہ مظالم جاری ہے لیکن ہمارے لیے یہ بس ایک خبر ہی ہے۔ مناسب ردعمل سامنے نہیں آتا۔ یہ کیسی عالمی تحریک اسلامی ہے؟

۱۹۵۶ میں الجزائر میں فرانسیسی فوج کی فائرنگ سے چند افراد کی ہلاکت کی خبر صبح کے اخبارات میں آئی تو ۱۰ بجے تک کراچی کے تمام کالجوں میں ہڑتال ہو گئی اور احتجاجی جلوس اسلامی جمعیت طلبہ کراچی کے ناظم عمر چھاپرا کی قیادت میں فرانسیسی سفارت خانے تک پہنچ گیا۔ اگلے روز اخبار ڈان نے لکھا کہ طلبہ نے lightning strike کی۔ اب تو ذرائع و وسائل کی بہت بہتر صورت حال ہے۔ اب فیکس کا دور ہے مگر گورازدے کی ۳ ہزار لاشوں کی خبر ایسے ہی گزر گئی ---

اب اصل ضرورتیں دو ہیں: عالمی تحاریک اسلامی کا تحقیقی مطالعہ جو تحقیق کار خود متعلقہ ملک میں سال دو سال گزار کر کرے۔ اور دوسرے یہ کہ ان عظیم قائدین کا ذکر محدود حلقوں سے باہر نکلے اور زبان زد خاص و عام ہو۔ نئے نئے اشاعتی ادارے ایک ایک ہزار پر قناعت نہ کریں، اپنی کتابوں کو چند مکتبوں سے باہر نکال کر ہر بک اسٹال تک پہنچائیں اور ایسی پیاس پیدا کریں (جو موجود بھی ہے) کہ نوجوان اور کتابوں پر ٹوٹ کر گریں۔

© rasailojaraid.com